یا سائنسدان ایسا نہیں ہونے دینگے اور اپنی تدبیر و اخلاص سے دُنیا کو آنے والی تباہیوں سے بچا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے بظاہر دونوں امکان برابر کے ہیں۔ لیکن اگر اعلیٰ درجے کے سائنسدان تہیّہ کرلیں کہ فکر و دانش کے اس محیر العقل انکشاف کو تخریبی مقاصد کے لئے یہ ہرگز استعمال نہیں ہونے دینگے اور اس نصب العین کے لئے دنیا بھر کی رائے عامہ کو بیدار اور منظم بھی کر کے رہینگے تو اس سے آئندہ جنگ کے امکانات بڑی حد تک گھٹ جاتے ہیں۔ یعنی انسانیت اور تہذیب و تمدن کا مستقبل اب سراسر انکے ہاتھ ہے چاہیں تو کٹھ پتلی اور سیاست بازوں کی چال میں آکر پوری کائناتِ انسانی کو موت کی نیند سُلادیں اور چاہیں تو ایٹم کی بے پناہ قوتوں اور صلاحیتوں کے بل بوتے نئے امکانات کا جائزہ لیں، ایک نئی دُنیا بسائیں لندر تہذیبِ حاضر کے سامنے ارتقاء و تقدم کی عجیب و غریب راہیں کھول دیں ——

ایک یونٹ تہذیبی نقطہ نگاہ سے:

بدقسمتی سے عین اس وقت جبکہ اہلِ وطن ایک یونٹ کی سکیم جلد از جلد نافذ ہو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اختلافات کا ایک طوفان اُمڈ آیا ہے لیکن اگر ہم جذبات سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ایک "یونٹ" کے منصوبہ پر اعتراضات کی اہمیت برائے نام ہی رہ جاتی ہے یہ بات سب مانینگے کہ پاکستان کا حصول ایک تہذیبی تقاضہ تھا اور اس کی بنیاد اور تصور میں اوّل روز سے یہ بات مضمر تھی کہ اگر ہم پاکستان قائم نہیں کرتے ہیں، اور ہندوستان کے ہٹوالے پر اپنے ہم وطنوں کو مجبور نہیں کر دیتے ہیں تو ملّتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور بحیثیت ایک ثقافت، اور مخصوص تہذیبی اقدار کے یہ ختم ہو جاتی ہے کیونکہ روح اور مزاج کے اعتبار سے یہ اسی وقت ملّتِ اسلامیہ کہلانے کی مستحق ہے، جب تک یہ اصولاً کئی مشترکہ تہذیبی قدروں کو تسلیم کرتی ہے۔ اور زندگی کا ایک مخصوص نہج رکھتی ہے، ورنہ یہ ایک قوم ہے، ملّتِ اسلامیہ ہرگز نہیں! —— یہ درست ہے کہ اس وقت اس منصوبہ کی تفصیلات ذہنوں میں نہ تھیں۔ لیکن اگر یہ صغریٰ کبریٰ ٹھیک ہے کہ ہماری اس پوری جدوجہد اور سعی و تگ و پو کا محرک اوّل مذہبی اور تہذیبی رجحان تھا، تو پھر اس نتیجہ کے استخراج میں کیا دشواری پیش آتی ہے کہ اب جبکہ پاکستان کے حصول پر بات آٹھ برس گزر چکے ہیں۔ اس کے امکانات کو ایک واضح نقشہ کی صورت میں بھی مرتب ہونا چاہیئے۔ اور وحدت و اتحادِ باہمی کی تمام عملی تجویزوں کو بہر حال پروان چڑھنا چاہیئے —— اگر ہم انگریز کی نیت پر شبہ نہ کریں تو بھی صوبوں کی موجودہ تقسیم سے متعلق یہی تو کہہ سکتے ہیں، کہ بعض انتظامی سہولتوں کے پیش نظر ایسا کیا گیا ہے، لہٰذا اب اگر ہماری انتظامی سہولتیں ادغام (الحاق) کی مقتضی ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ ان کو ہٹا دینے میں قطعی کوئی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تقسیم اس بنا پہ عمل میں نہیں لائی گئی تھی کہ اسلامی تہذیب کے علاوہ ان صوبوں میں دُوسری جداجدا تہذیبیں رائج تھیں۔ ہمارے نزدیک اصل اعتراض اس پر یہ ہے، کہ اس طرح مقامی زبانوں اور سوبائی بولیوں کے پنپنے کے مواقع کم ہو جائینگے —— یہ سراسر مغالطہ ہے۔ ایک یونٹ بن جانے سے، پشتو کے ادبیات عالیہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ سندھی کی مٹھاس اور شیرینیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور پنجابی کی جامعیت، وسعت اور رنگینیاں بدستور قائم رہیں گی —— ہوگا صرف یہ کہ ان زبانوں کو گزند پہنچائے بغیر اس اُردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جاسکے گا۔ جو سب سے بڑھ کر اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترجمان ہو سکتی ہے —— کیا یہ کم درجہ کی کامیابی ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک یونٹ میں صرف یہی ہو جائے تو بہت ہے —— ہمیں اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے۔